

سیرت النبی ﷺ میں احتسابی عمل کی مثالیں: وفاقی محتسب پاکستان کے فرائض کا اختصا صی مطالعہ
**Evidences of Accountability Process Substantiation from
 Sīrah and its Comparison to the Duties of Federal
 Ombudsman in Pakistani Context**

Dr. Muhammad Ikramullah

Assistant Professor, Department of Islamic & Religious Studies,
 The University of Haripur, KP, Pakistan

Muhammad Hayat Khan

Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
 The University of Haripur, KP, Pakistan



Version of Record Online/Print: 27-Jun-19

Accepted: 27-May-19

Received: 31-Jan-19

Abstract

In any society, the administration has the status of a pillar, and its good or bad move directly impacts society. There are institutions to compensate public complaints on government initiatives in many countries of the world that keep check on government administrations. For this purpose "Federal Ombudsman" was established in Pakistan. The main responsibilities of this institution include the execution to enjoin the right and forbid the wrong (Amr bil Ma'rūf wal Nahi 'An al Munkar), monitoring government employees in administrative matters, hearing the complaints of the public against organizations and preventing them from violating individual rights. In this article, it has been reviewed that how we can seek guidance from the Sīrah of the Prophet (P.B.U.H) is in this matter, to evaluate the present system of "Federal Ombudsman". In addition, the main responsibilities of the "Federal Ombudsman" were discussed in the article. In conclusion recommendations have been made for further improvement.

Keywords: federal ombudsman, sīrah, individual rights, public complaints, government initiatives

تمہید:

عہد رسالت میں اگرچہ احتساب یا الحسبہ کے نام سے باقاعدہ کوئی ادارہ موجود نہیں تھا لیکن اس عہد میں دوسرے کئی

سیرت النبی ﷺ میں احتسابی عمل کی مثالیں: وفاقی محتسب پاکستان کے فرائض کا اختصا صی مطالعہ

اداروں کی طرح ادارہ احتساب بھی مسلمہ اصولوں کے مطابق بعض انتظامی عہدوں سے عبارت تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے ریاست مدینہ میں برائیوں کی روک تھام کے لئے مختلف باصلاحیت افراد کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے تعینات فرمایا تھا اور خود آپ ﷺ بطور "محتسب اعلیٰ" ان کی نگرانی کیا کرتے تھے۔ بعد میں مختلف اسلامی ریاستوں نے اسی سبب اور طریقہ کار کو اپنا کر اپنے اپنے ادوار میں باقاعدہ احتسابی ادارے قائم کئے۔

پاکستان میں احتساب کا ادارہ ۱۹۸۳ء میں قائم کیا گیا۔ اسلامی دستور کے لئے وضع کردہ دفعات میں اس احتسابی ادارے کی بنیادی ذمہ داریوں میں حکومتی ملازمین کے خلاف عوامی شکایات کے ازالہ کے علاوہ یہ بھی لازم قرار دیا گیا تھا کہ پاکستان کا ادارہ احتساب نیکیوں کو پروان چڑھائے گا اور برائیوں کا سدباب کرے گا۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

اکثر فقہی و اسلامی تاریخ پر لکھی گئی کتابوں میں اس موضوع پر مواد موجود ہے۔ اس کے علاوہ الگ مستقل کتابیں بھی تحریر کی گئیں ہیں جن میں امام ابن تیمیہ کی کتاب "الحسب فی الاسلام"، ضیاء الدین السناسی کی نصاب "الاحتساب" سرفہرست ہیں نیز محمد غزالی کی "احیاء علوم الدین"، ابن جوزی کی "منہاج القاصدین" اور علی الماوردی کی "الاحکام السلطانیہ" میں احتساب، محتسب اور دائرہ احتساب کے بارے میں مباحث موجود ہیں۔ اردو زبان میں ساجد الرحمن صدیقی کی "اسلام میں پولیس اور احتساب کا نظام"، مولانا سید محمد متین ہاشمی کی "اسلامی حدود اور ان کا فلسفہ مع اسلام کا نظام احتساب" بھی اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

اس مقالہ میں وفاقی ادارہ احتساب کی بنیادی ذمہ داریوں کو زیر بحث لاتے ہوئے وضاحت کی گئی ہے کہ ادارہ ہذا کے بیان کردہ فرائض کی نظائر عہد رسالت میں بھی موجود ہیں یا نہیں؟ اس سے جہاں احتساب کے ادارے کی دور رسالت میں موجودگی یا عدم موجودگی کا مسئلہ منسوخ ہو کر سامنے آئے گا وہیں خلافت راشدہ میں قائم کردہ احتسابی اداروں کی پالیسیوں کی دور رسالت میں موجود اساس تک رسائی بھی حاصل ہو جائے گی۔

بنیادی سوالات تحقیق:

مقالہ ہذا کے بنیادی سوالات مندرجہ ذیل ہیں:

1. پاکستان کے ادارہ احتساب کے بنیادی فرائض کون کون سے ہیں؟
2. کیا پاکستان کے ادارہ احتساب کی بنیادی ذمہ داریوں کے بارے میں عہد رسالت سے رہنمائی ملتی ہے؟
3. پاکستان کا ادارہ احتساب احتسابی عمل میں شفافیت کے لئے سیرت طیبہ سے کس طرح استفادہ کر سکتا ہے؟

پاکستان کا نظام احتساب:

پاکستان کے دستور کو دیگر ممالک کے دساتیر پر اس اعتبار سے فوقیت حاصل ہے کہ اس میں ادارہ احتساب کے قیام کا تصور موجود ہے جس پر عمل درآمد کے لئے وفاقی ادارہ احتساب قائم کیا گیا۔ مختلف ادوار میں اس ادارے کے قیام کے لئے سفارشات مرتب کی گئیں۔ ۱۹۷۳ء کے آئین میں اس ادارے کے قیام کو دوبارہ ضروری قرار دیا گیا لیکن عملی کاروائی نہ ہونے کی بناء پر اس ادارے کا قیام دس سال تک تعطل کا شکار رہا۔ بالآخر ۱۹۸۳ء میں سابقہ سفارشات کی روشنی میں "وفاقی محتسب" کے قیام کے بعد "جسٹس سردار محمد اقبال" کا تقرر بطور "وفاقی محتسب" ۸ اگست ۱۹۸۳ء کو کیا گیا۔¹

وفاقی محتسب پاکستان کا قیام:

وفاقی محتسب پاکستان کا قیام 24 جنوری 1983 کو صدارتی فرمان نمبر 1983 کے تحت ہوا۔² اس صدارتی فرمان کے مطابق "اس حکم کا اطلاق پورے پاکستان پر ہوگا اور فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔"³

محتسب کی تقرری:

اس فرمان میں کہا گیا ہے کہ "صدر پاکستان محتسب کا تقرر کرے گا محتسب کے عہدے کی مدت عرصہ چار سال کے لیے صرف ایک مرتبہ ہوگی اور اس میں توسیع بھی نہیں ہوگی۔"⁴

شرائط تقرر محتسب:

اس فرمان میں کہا گیا ہے کہ "صدر کو محتسب کی ملازمت کی شرائط کے یقین کا حق حاصل ہے چنانچہ محتسب کی تنخواہ اور دیگر مراعات اس کی مدت ملازمت کے دوران تبدیل نہیں ہوں گی۔"⁵

برخاستگی:

محتسب کی برطرفی کا اختیار صدر پاکستان کے پاس ہے۔ برطرفی کی وجوہات میں غلط طرز عمل کا ارتکاب، ذہنی یا جسمانی معذوری داخل ہیں۔ محتسب اپنی برطرفی کو سپریم جوڈیشل کونسل میں چیلنج کر سکتا ہے۔⁶

محتسب کے دفتر کے عملہ کا تقرر صدر یا اس کی طرف سے مقرر کردہ شخص کر سکتا ہے۔ 2002ء میں محتسب کے صدارتی فرمان کے ترمیم شدہ آرڈیننس کے مطابق وفاقی حکومت تمام عملہ کے تقرر کی اہلیت اور شرائط کے مقرر کرنے کا مجاز ہے۔⁷

شکایات درج کرنے کا طریقہ کار:

وفاقی محتسب پاکستان کو شکایات درج کرنے کے مختلف طریقے ہیں چنانچہ کوئی بھی شہری سادہ کاغذ پر اپنی شکایت اردو یا انگریزی زبان میں لکھ کر بھیج سکتا ہے شکایت کنندہ خود یا اپنے قریبی عزیز کے ذریعے براہ راست وفاقی محتسب یا اس کے کسی ایسے اہلکار جو اس کی طرف سے نامزد کردہ ہو درخواست دے سکتا ہے اس کے علاوہ شکایات ڈاک اور کوریئر سروس فیکس اور ای میل کے ذریعے بھی کی جاسکتی ہیں اور اب تو وفاقی محتسب پاکستان کی ویب سائٹ پر آن لائن درخواست بھی جمع ہو سکتی ہے۔⁸

درخواست دیتے وقت بیان حلفی، شکایت کرنے والے کا نام، پتہ اور قومی شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی بھی ساتھ لگانا ضروری ہے۔⁹

وفاقی محتسب اسلام آباد کے دفتر کے علاوہ وفاقی محتسب کے علاقائی دفاتر جن کی تفصیل ویب سائٹ پر موجود ہیں کو بھی شکایات بھیجی جاسکتی ہیں۔¹⁰ شکایت کرنے والا تین ماہ کے اندر متعلقہ ادارے کے خلاف درخواست دے سکتا ہے ہاں اگر وفاقی محتسب ضروری سمجھے تو مقررہ وقت کے بعد بھی شکایات کی تفتیش کر سکتا ہے۔¹¹

شکایات پر کارروائی کرنے کا طریقہ کار:

وفاقی محتسب درخواست کی وصولی کے ایک ماہ کے اندر شکایت کنندہ کو اطلاع دے گا یا تین ماہ کے اندر کم از کم ایک مرتبہ شکایت کنندہ کو اپنی شکایت کے بارے میں آگاہ کرے گا۔¹² محتسب کو اختیار ہے کہ وہ اکیلے تفتیش کرے یا مختلف لوگوں سے انٹرویوز اور انکوائریاں کروالیں۔¹³

شکایت پر محتسب کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد وہ شکایت کنندہ اور متعلقہ ادارے کو آگاہ کرے گا۔ اس سلسلے میں

محتسب اپنی تفتیش کے نتائج کاروائی کیلئے بھیج دے گا۔ محتسب کے تفتیشی نکات میں درج ذیل امور شامل ہوں گے:

1. بدانتظامی کی شکایت درست تھی یا نہیں؟
2. شکایت درست ہو تو متعلقہ اہلکار کے خلاف تادیبی کاروائی کی جائے یا متعلقہ محکمہ اپنی کارکردگی بہتر بنائے۔
3. جس معاملہ کے متعلق شکایت ہوتی ہے اس میں مزید غور و خوض کیا جائے۔¹⁴

محتسب کی بھیجی گئی سفارشات کی حکم عدولی:

اس صدارتی فرمان کے تحت اگر محتسب کی سفارشات پر عمل درآمد نہ کرنے کے سلسلے میں متعلقہ ادارہ مرتکب پایا گیا تو محتسب صدر پاکستان کے پاس معاملہ بھیج دے گا، صدر اپنے صوابدیدی اختیار پر ادارے کو سفارشات پر عمل درآمد کرنے کی ہدایت کرے گا۔¹⁵

محتسب کے اختیارات:

اس صدارتی فرمان کے تحت محتسب کو وہی اختیارات حاصل ہیں جو پاکستان کی دیوانی عدالتوں کو کوڈ آف سول پروسیجر مجریہ (1908) میں درج امور میں دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ محتسب ابتدائی سمن جاری کر سکتا ہے شکایت سے متعلق کسی شخص کو حاضر کر سکتا ہے دستاویزات پیش کرنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ حلف ناموں پر شہادت وصول کر سکتا ہے اور گواہوں سے شہادت کے لئے حکم جاری کر سکتا ہے۔¹⁶

محتسب کو یہ بھی اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ شکایت کو غلطی یا نقصان دے پاتا ہے تو وہ ادارے یا اہلکار جن کیخلاف شکایت دائر کی گئی ہو کو مناسب معاوضہ دلا سکتا ہے۔¹⁷

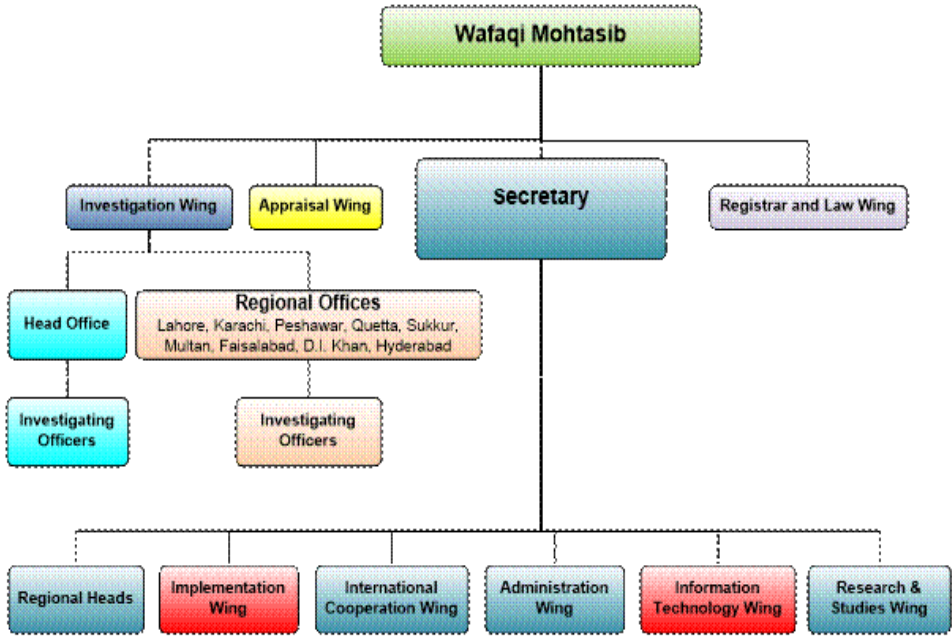
اگر کوئی ادارہ یا سرکاری اہلکار محتسب کے احکامات کی تعمیل نہیں کر سکا تو محتسب اس کے خلاف انضباطی کاروائی کروانے کے لئے متعلقہ اتھارٹی کے پاس بھیج سکتا ہے۔¹⁸

اس صدارتی فرمان کی رو سے تو بین محتسب پر وہی اختیارات حاصل ہیں جو سپریم کورٹ آف پاکستان کو توہین عدالت پر حاصل ہیں اور توہین محتسب توہین عدالت شمار کی جائے گی۔

وفاقی محتسب کا تنظیمی ڈھانچہ:

وفاقی محتسب کا مرکزی دفتر دار الحکومت اسلام آباد میں ہے جبکہ صوبائی دفاتر مختلف شہروں میں موجود ہیں۔ اس ادارہ میں بنیادی طور پر تین شعبہ جات ہیں: شعبہ تفتیش، شعبہ جائزہ اور شعبہ رجسٹرار و قانون۔ شعبہ تفتیش براہ راست مرکزی دفتر احتساب سے منسلک ہے جبکہ شعبہ جائزہ کے تحت صوبائی دفاتر آتے ہیں۔ صوبائی اور علاقائی دفاتر کے تحت متعدد تفتیشی افسران مامور ہوتے ہیں جو کسی بھی معاملہ کا جائزہ لیتے اور تفتیش کرتے ہیں۔

وفاقی محتسب کے تمام کام ایک سیکرٹری کے ذریعہ انجام پاتے ہیں۔ ادارہ کے دیگر شعبہ جات مثلاً شعبہ انتظامی امور، شعبہ تحقیق، شعبہ تنفیذ، شعبہ بین الاقوامی تعاون وغیرہ کے علاوہ صوبائی محتسب بھی سیکرٹری کے ماتحت ہوتے ہیں۔ وفاقی محتسب کے شعبہ جات اور بنیادی انتظامی ڈھانچہ کے لئے ذیل میں دیئے گئے ملاحظہ کریں۔



وفاقی ادارہ احتساب کے فرائض:

اسلامی کونسل کے تیار کردہ اسلامی دستور کے باب ۶ کی دفعہ ۴۲ میں تصریح کر دی گئی تھی کہ ایک ادارہ احتساب (حسبہ) ہوگا، جس کی ذمہ داریاں حسب ذیل ہوں گی:

1. "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اجراء و قیام کے لئے اسلامی اقدار کا تحفظ اور فروغ۔"
2. "ریاست اور اس کے اداروں کے خلاف افراد کی شکایات اور ان پر ظلم و زیادتی کی تفتیش اور چھان بین۔"
3. "انفرادی حقوق کی خلاف ورزی کی روک تھام۔"
4. "ملازمین سرکار کے کام کا معائنہ اور ان کی بدانتظامی، بے پرواہی یا فرائض سے غفلت اور کوتاہی پر مبنی معاملات کی اصلاح۔"

5. "انتظامی فیصلوں کے جواز کا جائزہ اور ان کی باقاعدہ نگرانی۔"¹⁹

صدارتی فرمان کے تحت محتسب بذات خود یا کسی شکایت کنندہ کی شکایت پر کسی بھی ایجنسی یا اس کے اہلکاروں کے خلاف بدانتظامی کی تفتیش کر سکتا ہے۔²⁰

وفاقی محتسب کی پالیسی ہے کہ وہ کسی بھی وفاقی ادارے کی بدانتظامی کے خلاف عوام کی شکایات کی آزادانہ تفتیش بغیر کسی معاوضہ کے کرتی ہے تاہم جو ادارے وفاقی محتسب کے کنٹرول سے باہر ہیں جیسے وہ معاملات جو کسی عدالت میں زیر سماعت ہوں، خارجی امور سے متعلق معاملات، دفاع سے متعلق معاملات، ملازمت سے متعلق معاملات اور فیڈرل پبلک سروس کمیشن سے متعلق امور وفاقی محتسب کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔²¹

گویا وفاقی ادارہ احتساب کی بنیادی ذمہ داریوں میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کی انجام دہی، سرکاری ملازمین کی نگرانی، انتظامی امور کی نگرانی، اداروں کے خلاف عوام کی شکایات سن کر ان کا ازالہ کرنا اور انفرادی حقوق کی خلاف ورزی کی

روک تھام کرنا شامل ہیں۔

عہد رسالت میں احتساب کا طریقہ کار:

آنحضرت ﷺ کے دور میں احتسابی عمل کے لئے باقاعدہ کوئی ادارہ قائم نہیں کیا گیا تھا بلکہ آپ ﷺ کی ذات گرامی ہی مرجعِ خلاق ہونے کے باعث اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوتی تھی۔ تنظیمی ڈھانچے کی عدم دستیابی کے باعث محتسب کا تقرر اور شکایات کے اندراج کا عمل بھی موجود نہیں تھا۔ اس لئے وفاقی محتسب میں ان معاملات کے لئے اختیار کردہ طریقہ کار پر بحث کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کیوں کہ ادارہ جاتی امور میں انتظام و انصرام کے لئے زمانے کی رعایت رکھتے ہوئے شرائط اور طریق کار وضع کرنے کی گنجائش موجود ہے البتہ اس میں ان امور کی رعایت لازمی ہے جو عمومی ہیں۔

اس سلسلے میں آنحضرت ﷺ کا طرز عمل دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نہ صرف محتسب کا فریضہ سرانجام دیتے تھے بلکہ منصبِ قضاء بھی آپ ﷺ ہی کے پاس تھا۔ اسلامی ریاست کی حدود و وسیع ہونے پر آپ ﷺ نے مدینہ سے باہر مختلف صحابہ کرام کو منصبِ قضا پر فائز فرمایا۔²² آپ ﷺ کے اس طرز عمل سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ "محتسب" کے عہدے پر فائز کئے جانے والے شخص میں کم از کم وہ شرائط ضرور موجود ہونی چاہئیں جو ایک قاضی میں موجود ہوتی ہیں لہذا محتسب کے منصب پر فائز کئے جانے والے شخص میں فقہاءِ اسلام کی بیان کردہ شرائطِ قضاء کی موجودگی ضروری ہے۔ اسی طرح محتسب کی معزولی میں بھی ان شرائط کو مد نظر رکھنا بے حد ضروری ہے تاکہ شفافیت کا عمل برقرار رکھے۔

شکایات کی محتسب تک رسائی کے لئے بھی سادہ اور عام فہم طریقہ کار کا موجود ہونا ضروری ہے جیسا کہ عہد رسالت ﷺ میں آنحضرت ﷺ کے طرز عمل سے واضح ہے کہ آپ ﷺ کے پاس شکایت لے کر آنے والوں کو اذن عام حاصل تھا۔ شکایت کنندہ کو آپ ﷺ تک رسائی حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آتی تھی نیز آپ ﷺ موقع محل کی مناسبت سے مناسب ہدایات جاری کر دیتے تھے۔ اس سلسلے میں جدید ذرائع مواصلات یعنی ڈاک، انٹرنیٹ اور ای میل وغیرہ کے ذریعے شکایات کی وصولیابی کا عمل یقیناً اس پہلو کو بطریق احسن پورا کر رہا ہے۔

محتسب کے فرائض اور سیرت نبوی ﷺ میں اس کے نظائر:

وفاقی ادارہ احتساب کی بنیادی ذمہ داریوں میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ کی انجام دہی، سرکاری ملازمین کی نگرانی، انتظامی امور کی نگرانی، اداروں کے خلاف عوام کی شکایات سن کر ان کا ازالہ کرنا اور انفرادی حقوق کی خلاف ورزی کی روک تھام کرنا شامل ہیں۔ ان فرائض کے بارے میں عہد رسالت میں کیا طریقہ کار تھا؟ اس بارے میں تفصیلی گفتگو آئندہ سطور میں کی جا رہی ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر:

"امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" کا لفظ اپنے اندر انتہائی وسیع مفہوم رکھتا ہے اور ریاست کی عوام میں ان اعلیٰ اخلاقی اقدار کو پروان چڑھانے کی اہمیت کو بیان کرتا ہے جس کے ذریعے کسی جرم کا ارتکاب کرنے کی صورت میں فرد ندامت محسوس کرے اور خود کو احتساب کے لئے پیش کرے۔ اس سلسلے میں حضرت ماعزؓ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ²³ اور حضرت غامدیہ کی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ ان افراد کی تربیت اتنے عمدہ طور پر کی گئی تھی کہ انھوں نے رضا کارانہ طور پر خود کو احتساب کے لئے پیش کر دیا اور اپنے جرم کی مناسبت سے سزا کو ہنسی خوشی قبول کر لیا۔

"امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" کی مثالوں کے طور پر آپ ﷺ کی پوری زندگی کو پیش کیا جانا قطعی غلط نہ ہوگا کیوں کہ آپ ﷺ نے اپنی "حیات طیبہ" میں ہر آن اس فریضہ کی ادائیگی کی اور فرد کی اصلاح کے لئے مختلف مواقع پر نصیحت فرمائی۔ مثلاً: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أمرني رَبِّي بِتَسْنَع: حَشِيَّةِ اللَّهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ، وَكَلِمَةِ الْعَدْلِ فِي الْغَضَبِ وَالرَّضَى، وَالْقَصْدِ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى، وَأَنْ أَصَلَ مَنْ قَطَعَنِي، وَأَعْطَى مَنْ حَزَمَنِي، وَأَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَنِي، وَأَنْ يَكُونَ صَمْتِي فِكْرًا، وَنُطْقِي ذِكْرًا، وَنَظْرِي عِبْرَةً، وَأَمْرٌ بِالْعُرْفِ"²⁴

"مجھے نبی باتوں کا حکم دیا گیا ہے: (وہ یہ ہیں کہ میں) پوشیدہ اور علانیہ ہر حال میں اللہ سے ڈروں، غصہ اور رضامندی دونوں حالتوں میں حق بات کہوں، تنگدستی اور فارغ البالی میں میانہ روی اختیار کروں، تعلق توڑنے والے کے ساتھ صلہ رحمی کروں، محروم کرنے والے کو عطا کروں، ظلم کرنے والے کو معاف کر دوں، میری خاموشی غور و فکر کے لئے، میری گفتگو ذکر کرنے کے لئے اور میری نگاہوں کا (ادھر اُدھر) دیکھنا حصولِ عبرت کے لئے ہو، اور میں بھلائی کا حکم کروں۔"

آپ ﷺ کا یہ فرمان وفاقی ادارہ احتساب کے سامنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی مختلف جہات کو بے حد عمدہ پیرائے میں واضح کرتا ہے۔ اس ارشاد میں نہ صرف وفاقی محتسب کی ذات میں پائی جانے والی خصوصیات کا تذکرہ ملتا ہے بلکہ عوام میں پروان چڑھائے جانے والے اوصاف کا ذکر بھی موجود ہے نیز اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دائرہ زندگی کے تمام پہلوؤں کو محیط ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے دائرہ کار کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُعْزِرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ"²⁵

"تم میں سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے اسے روکے، اور اگر اس کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو تو اپنے دل میں اسے برا سمجھے، اور یہ ایمان کا ادنیٰ ترین درجہ ہے"

یہ حدیث تنفیذ احکام کے متعلق ہدایات پر مبنی ہے اور برائی کے خلاف جنگ کے مختلف مراحل اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عملی پہلو کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

"امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" کے سلسلے میں آپ ﷺ کا عمل بے حد واضح تھا۔ ذیل میں چند روایات پیش کی جاتی ہیں جن میں لوگوں کو مختلف ناپسندیدہ امور سے منع کیا گیا ہے:

- ایک شخص نے آپ ﷺ کو دروازے کی جھری سے جھانکا تو اسے بطور احتساب فرمایا: "اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو تیری آنکھوں میں کڑگا چبوا دیتا"²⁶
- مسلمانوں کے معاشرہ میں قطع تعلق کے احتسابی وعید کے بارے میں فرمایا: "لا يدخل الجنة قاطع رحم"²⁷ (قطع

رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا)

- جب حضرت حسان نے اعشیٰ کا قصیدہ کہ جس میں علقمہ کی برائی بیان کی گئی تھی، سنایا، تو آپ ﷺ نے برائی سننے، سنانے پر احتساب کرتے ہوئے فرمایا: "مجھے اس قسم کا شعر نہ سنانا۔"
- دینی معاملات میں کوتاہی پر سخت احتساب کیا، فرمایا: "میں ابھی تمہارے درمیان زندہ ہوں اور کتاب اللہ کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے۔" ²⁸

احتساب کی وجہ سے انسانی سماج پر کنٹرول رکھا جاسکتا ہے اس پر موثر عمل ہی کی وجہ سے تمام انسانیت اپنی مقررہ اخلاقی، دینی و مذہبی اور قانونی پابندیوں سے تجاوز نہیں کر سکتی۔ اس لیے آپ ﷺ نے ایک طرف دیانت داری، عفو درگزر، شفقت اور باہمی مشاورت کی تلقین فرمائی ہے۔ دوسری طرف آپ ﷺ نے کسی جان کا حق مارنا، ہر قسم کی بدکاری و فحاشی، دھوکہ دہی اور مکرو فریب جیسی برائیوں سے منع فرمایا ہے تاکہ معاشرہ ہر قسم کی خرابیوں سے دور رہے۔

سرکاری ملازمین کی نگرانی:

وفاقی محتسب کی ایک اہم ذمہ داری سرکاری عمال کی نگرانی کرنا بھی ہے۔ اس بارے میں آنحضرت ﷺ کا طرز عمل بھی واضح ہے کہ آپ ﷺ صحابہ کرام کو مختلف کام سونپنے کے بعد ان کی نگرانی بھی فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے کارندوں کو کسی کام کو متعین کرنے سے پہلے ان کی ذہن سازی فرماتے اور انھیں ترغیب دیتے کہ وہ لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں نیز ان کے دلوں میں اس بات کو راسخ فرماتے کہ ان کا محاسبہ بھی ہونا ہے۔ عمال اور نگرانوں کے جواب دہی کے بارے میں فرمایا:

"كُلُّكُمْ رَاعٍ فَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْأُمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، أَلَا فِكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ" ²⁹

"خبردار! تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ مسلمانوں کا سربراہ جو حکمران ہو وہ بھی ذمہ دار ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہے اور آدمی اپنے گھر والوں کا راعی ہے۔ وہ بھی اپنی رعایا کے بارے میں جواب دہ ہے۔ عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے، اس سے اس بارے میں پوچھا جائے گا۔ آدمی کا غلام اور نوکر اپنے مال اور آقا کے مال و دولت کا نگران ہے، اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ ہونگی۔ خبردار تم میں سے ہر ایک نگران ہے۔ اس سے اس کی ذمہ داریوں کے متعلق باز پرس ہوگی۔"

عمال کی نگرانی کے سلسلے میں درج ذیل حدیث ایک واضح دلیل ہے:

"نبی کریم ﷺ نے نبی سلیم کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے عبد اللہ بن امیہ کو بھیجا۔ جب وہ واپس ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے زکوٰۃ کا حساب لیا۔ وہ کہنے لگے یہ زکوٰۃ کا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ

کے طور پر ملا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تو سچا ہے تو اپنے باپ یا ماں کے گھر کیوں نہیں بیٹھا رہا کہ پھر تم کو یہ ہدایہ ملے۔" ³⁰

اس روایت میں چند امور قابل غور ہیں:

1. آپ ﷺ نے اموالِ زکوٰۃ کو جمع کرنے کے لئے ایک صحابی کو متعین کیا۔ اس سے مختلف امور کی انجام دہی کے لئے افراد کے تعین کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔

2. متعین کردہ شخص سے اموالِ زکوٰۃ کا حساب کتاب لینا اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کسی شخص کو کوئی کام سونپنے کے بعد اس سے اس کام کے بارے میں پوچھ گچھ کرنا اور کام کے بارے میں مکمل رپورٹ طلب کرنا درست ہے۔ گویا یہ حدیث ملازمین کی نگرانی کرنے اور ان کے احتساب پر مبنی ہے۔

3. صحابی رسول ﷺ کا اموال کو دو حصوں میں تقسیم کرنا اور ایک کو مالِ زکوٰۃ قرار دے کر دوسرے حصہ کو ہدیہ قرار دینا ایک عمومی رویہ کی طرف اشارہ ہے کہ سرکاری امور کی انجام دہی کے دوران سرکاری عمال کو لوگوں کی طرف سے ہدایا دیئے جاتے ہیں، البتہ آنحضرت ﷺ کا اس پر ان الفاظ میں سرزنش کرنا کہ "اگر تو سچا ہے تو اپنے باپ یا ماں کے گھر کیوں نہیں بیٹھا رہا کہ پھر تم کو یہ ہدایہ ملے" اس امر کا غماز ہے کہ سرکاری عہدوں پر فائز شخص کے لئے یہ روا نہیں ہے کہ وہ اپنے سرکاری کام کی انجام دہی کے دوران لوگوں سے ہدایا اور تحائف وصول کرے۔ اگر کسی شخص کے ساتھ ایسا معاملہ پیش آجائے تو اسے ان تحائف کو ذاتی استعمال میں لانا روانہ ہو گا بلکہ وہ بھی سرکاری خزانے میں جمع کروائے جائیں گے۔

4. اس حدیث کا اگلا ٹکڑا اعمال کی سرزنش کے بارے میں آنحضرت ﷺ کے عمل کی وضاحت کرتا ہے، چنانچہ آگے مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے اسی وقت لوگوں سے خطاب فرمایا اور کہا: "میں تم میں سے کسی شخص کو کسی کام پر مامور کرتا ہوں تو وہ واپس آ کر کہتا ہے کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ مجھے تحفہ دیا گیا۔ وہ اپنے گھر میں ہی کیوں نہیں بیٹھا رہا کہ اس کے تحائف وہیں اس تک پہنچ جاتے۔" تنبیہ کا یہ انداز عہدہ داران کے اعمال کی کڑی نگرانی اور احتساب کی طرف واضح اشارہ ہے کہ آپ ﷺ نے اسی وقت دیگر لوگوں کے سامنے بھی اس عمل کے درست نہ ہونے کی وضاحت فرمادی تاکہ کوئی اور اس مغالطہ میں نہ پڑا رہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ حدیث بالا کی رو سے احتساب کرنے والے ادارے کو سرکاری ملازمین کی نگرانی کرنے کا مکمل اختیار حاصل ہے نیز دورانِ ملازمت مقرر کردہ مشاہرہ سے زائد کی وصولیابی پر اس فرد سے حساب لینے کا حق بھی حاصل ہے۔
انتظامی امور کی نگرانی:

معاشرے میں رہنے والے افراد کے باہمی تعامل کی وجہ سے کئی معاملات ایسے پیش آجاتے ہیں جن میں دو فریق متفقہ موقف نہ رکھنے کی وجہ سے نزاع میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایسے معاملات میں انتظامی قوانین کے نفاذ اور مناسب ہدایات کے اجراء سے یہ معاملات حل ہو جاتے ہیں۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں متعدد ایسے واقعات موجود ہوئے ہیں جن میں آپ ﷺ نے ایسے معاملات میں فوری احکامات صادر فرمائے ہیں۔ اس سلسلے میں چند احادیث درج ذیل ہیں:

1. "الجالب مرزوق والمختکر ملعون" (رسد پہنچانے والے کو رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوز پر لعنت کی جاتی ہے) ³¹

2. "لا یحتکر الا خاطی" (ذخیرہ اندوزی وہی کرتا ہے جو غلطی پر ہو) ³²
3. "لا یمنع جار جارہ ان ینغز خشبہ فی جدارہ" (کوئی بھی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑی کاڑنے سے منع نہ کرے) ³³
4. حضرت ابو ہریرہؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا غلہ کے ایک ڈھیر پر سے گزر ہوا، اسے چیک کیا تو اس میں نمی محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کے مالک سے نمی کی وجہ پوچھی تو اس نے عذر پیش کیا کہ بارش کی وجہ سے غلہ بھیگ گیا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "أفلا جعلته فوق الطعام کی یراہ الناس؟ من غشنا فلیس منا" ³⁴ (تم نے نمی والے غلہ کو اوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ لوگ بھی اسے دیکھ لیتے! جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔) اسی طرح آپ ﷺ نے تجارت میں تمام ناجائز ذرائع جیسے غش، تجنیس اور تدلیس ³⁵ کو ممنوع قرار دیا۔
6. حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بازار گیا، آپ ﷺ کپڑا فروشوں کے پاس جا بیٹھے اور چار درہم کے پاجامے خریدے۔ پھر بازار میں وزن کرنے پر مامور شخص سے کہا: "اترن وارجح" (ٹھیک سے تولو اور پلڑا جھکا دیا کرو)۔ اس نے کہا کہ میں نے تو ایسی بات اس سے پہلے کبھی نہیں سنی۔ تو حضرت ابو ہریرہؓ اسے بتایا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں جس پر وہ شخص اپنا ترازو پھینک کر آپ ﷺ کے ہاتھ چومنے لگا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس سے چھڑایا اور فرمایا: "هذا إنما یفعله الأعاجم بملوکھا، إنما أنا رجل منکم، فزن وأرحح" (یہ کام تو عجمی اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں، میں تمہارے جیسا ایک شخص ہی ہوں، بس تم وزن اچھی طرح کیا کرو اور پلڑا جھکنے دیا کرو)۔ ³⁶

درج بالا احادیث میں سے ایک حدیث یعنی حدیث نمبر (3) پڑوسی سے متعلق ہے جبکہ باقی احادیث تجارتی امور اور بازار کے معاملات سے متعلق ہیں۔ پہلی حدیث میں ذخیرہ اندوزی کرنے پر اللہ کی رحمت سے دوری کا ذکر ہے جبکہ دوسری حدیث میں ذخیرہ اندوز کو غلطی کرنے والا ٹھہرایا گیا ہے۔ چوتھی حدیث میں دھوکہ دہی پر وعید مذکور ہے نیز معاملات تجارت کا ایک اصول بھی ذکر کیا گیا ہے کہ فروخت کئے جانے والے اموال میں موجود نقص کو ظاہر کر دینا چاہیے تاکہ خریدار دھوکہ میں نہ پڑے۔ پانچویں حدیث میں ناپ تول میں کمی سے بچنے کی طرف اشارہ ہے۔ اس حدیث میں ایک اور رہنمائی عہدہ داران کے ساتھ لوگوں کے برتاؤ کی طرف بھی لطیف اشارہ ہے کہ لوگ عہدہ کی وجہ سے غیر معمولی تعظیم و تکریم سے پیش آئیں گے لیکن ان کے اس رویہ سے متاثر ہو کر اپنی ذمہ داری کو پس پشت نہیں ڈالنا چاہیے بلکہ اپنے کام کو اچھی طرح سرانجام دینا چاہیے۔ اس طرح کے متعدد واقعات کتب سیرت میں موجود ہیں جن میں آپ ﷺ نے کسی خاص موقع پر کوئی حکم دیا ہو۔ ان تمام واقعات کو انتظامی امور کی نگرانی کے ضمن میں درج کیا جاسکتا ہے اور ان پر بحث و تمحیص کے بعد وفاقی محتسب کے لئے ان سے رہنما اصول اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

انفرادی حقوق کی خلاف ورزی کی روک تھام:

معاشرے میں اجتماعی حقوق کے تحفظ کے ساتھ ساتھ انفرادی حقوق کے تحفظ کی بھی بے حد اہمیت ہے۔ اس سلسلے میں سیرت طیبہ سے رہنمائی لی جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں آپ ﷺ کے اقدامات بسا اوقات فیصلہ کی صورت میں ظاہر ہوتے تھے اور بعض اوقات صرف تنبیہ یا نصیحت کی حد تک رہتے جبکہ کبھی کبھار سزاؤں کا اجراء بھی کر دیا جاتا۔ اس بارے میں

روایات پیش کی جاتی ہیں:

1. "عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: خَاصَمَ الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا زُبَيْرُ اسْقِ، ثُمَّ أَرْسِلْ»، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: إِنَّهُ ابْنُ عَمَّتِكَ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: «اسْقِ يَا زُبَيْرُ، ثُمَّ يَبْلُغُ الْمَاءُ الْجَدْرَ، ثُمَّ أَمْسِكْ»³⁷ حضرت عروہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری سے زبیرؓ کا (کھیتوں کو پانی دینے کے معاملہ میں) نزاع ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے زبیر! پہلے تم کھیتوں کو پانی دے دیا کرو، اس کے بعد انصاری" اس پر انصاری کہنے لگے کہ (آپ نے ایسا اس لئے کہا کیوں کہ) وہ آپ ﷺ کا پھوپھی زاد ہے۔ (یہ بات آپ ﷺ کو ناگوار گزری) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے زبیر! کھیتوں کو اتنا پانی دو کہ پانی دیواروں تک آ پہنچے، اس کے بعد رُک جانا)

2. "عن سمرة بن جندب: أنه قال: كانت له عضد من نخل في حائط رجل من الأنصار، قال: ومع الرجل أهله، قال: فكان سمرة يدخل إلى نخله فيتأذى به، ويشق عليه، فطلب إليه أن يبيعه، فأبى، فطلب إليه أن ينقله، فأبى، فأتى النبي - صلى الله عليه وسلم - فذكر ذلك له، فطلب إليه النبي - صلى الله عليه وسلم - أن يبيعه، فأبى، فطلب إليه أن ينقله، فأبى، قال: "فهبه له ولك كذا وكذا" أمرا رغبه فيه، فأبى، فقال: "أنت مضار" فقال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - للأنصاري: "اذهب فاقلع نخله"³⁸ (سمرة بن جندب سے مروی ہے کہ ایک انصاری کی زمین میں ان کا ایک درخت تھا، جس میں وہ انصاری اپنے اہل و عیال کے ساتھ رہتا تھا۔ سمرة کے اس زمین پر آنے جانے کی وجہ سے اسے پریشانی ہوتی تھی جس پر انھوں نے سمرة سے مطالبہ کیا کہ یا تو درخت مجھے بیچ دیں یا اسے اکھاڑ کر لے جائیں۔ سمرة کے انکار پر انہوں نے آپ ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے سمرة سے فرمایا: "یا تو درخت کی قیمت وصول کر لو یا اسے اکھاڑ لو"۔ سمرة نے انکار کیا تو آپ ﷺ نے انھیں اس درخت کو ہدیہ کرنے کی ترغیب دی لیکن انھوں نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایک نقصان پہنچانے والے شخص ہو۔ اس کے بعد انصاری کو حکم دیا کہ جا کر اس درخت کو اکھاڑ پھینکو)۔

خلاصہ بحث:

درج بالا بحث میں پاکستان کے ادارہ "وفاقی محتسب" کی تاریخ، تنظیمی ڈھانچہ، کام کرنے کا طریقہ، محتسب کے اختیارات اور فرائض پر گفتگو کرنے کے بعد سیرت رسول ﷺ سے محتسب کے فرائض کے بارے میں نظائر کو یکجا کرنے کے بعد ہر ایک پر مختصر تبصرہ کیا گیا ہے۔ تبصرہ میں ان نظائر سے اخذ ہونے والے نکات کو بھی بیان کیا گیا۔

نتائج بحث:

درج بالا بحث سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1. ادارہ وفاقی محتسب کے ادارہ جاتی انتظام و انصرام میں شریعت کے مقرر کردہ امور عامہ کی رعایت رکھی جائے۔
2. وفاقی محتسب کے تقرر اور معزولی کے لئے قاضی کے تقرر اور معزولی کے اصولوں کو مد نظر رکھا جائے۔
3. شکایات کی بروقت اور بلا تعطل وصولی کے لئے جدید ذرائع مواصلات انٹرنیٹ، ای میل اور ڈاک کا استعمال عوام کے لئے سہولت کا باعث ہے۔

سیرت النبی ﷺ میں احتسابی عمل کی مثالیں: وفاقی محتسب پاکستان کے فرائض کا اختصاصی مطالعہ

4. امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں سیرت رسول ﷺ میں بے شمار نظائر موجود ہیں جو اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ افراد کی تربیت کی جائے اور انھیں اعلیٰ اخلاقی اقدار کا حاصل بنایا جائے تاکہ وہ بذاتِ خود احتسابی عمل کی ضرورت محسوس کریں۔
5. سرکاری اداروں میں کام کرنے والے افراد کے کام کی نگرانی کرنا اور مکمل رپورٹ طلب کرنا حضرت محمد ﷺ سے ثابت ہے نیز سرکاری ملازمین کے احتساب کا عمل کھلے عام ہونا چاہیے تاکہ ہر خاص و عام کو اس کے بارے میں علم ہو جائے اور آئندہ کے لئے اس کا سدِّ باب ہو سکے۔
6. سرکاری عہدوں پر فائز افراد کو ملنے والے تحائف ان کی ذاتی ملکیت نہیں ہیں بلکہ حکومتِ وقت کی ملکیت ہیں لہذا ان کو ذاتی یا نجی ملکیت سمجھنا تعلیماتِ نبوی سے انحراف ہے۔
7. انتظامی امور کے ضمن میں احتساب کے دائرے میں ایسے تمام امور آتے ہیں جن کا تعلق معاشرتی زندگی سے ہے چنانچہ معاشرے کی عمومی برائیاں مثلاً ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ، دھوکہ دہی وغیرہ امور پر وفاقی محتسب گرفت کر سکتا ہے اور ان میں ملوث افراد کو قرار واقعی سزا دے سکتا ہے۔
8. عوام کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ اپنے انفرادی معاملات بھی وفاقی محتسب کے سامنے پیش کر سکیں لیکن اس سلسلے میں پہلا قدم عدالتی کارروائی ہونا چاہیے۔

سفارشات:

1. حکومتی سطح پر قائم کردہ مختلف احتسابی اداروں کو وفاقی محتسب کے ماتحت کیا جائے اور ان پر لازم کیا جائے کہ وہ عوامی شکایات کے ازالے سے متعلقہ تمام کیسز کی ایک فائل وفاقی محتسب کے دفتر میں جمع کروائیں تاکہ وفاقی محتسب سابقہ کارروائی کی روشنی میں مزید اقدامات کر سکے۔
2. وفاقی محتسب کا دائرہ کار آئینی طور پر بے حد مستحکم ہے لیکن عملی طور پر بے لاگ احتساب نظر نہیں آتا جو اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ اس ادارے کو ہر قسم کے سیاسی و غیر سیاسی دباؤ سے آزاد کیا جائے۔
3. امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ترویج و اشاعت وفاقی محتسب کے ذریعے کی جائے اور اس سلسلے میں ہر ممکن سہولت بہم پہنچائی جائے۔
4. معاملات میں پیدا ہونے والی پیچیدگیوں اور تنازعات کے حل کے لئے عدالتیں موجود ہیں۔ وفاقی محتسب کے پاس ایسے معاملات آئیں تو انھیں عدالتوں میں بھیج دینا چاہیے۔ عدالتوں سے آنے والے فیصلہ جات پر عدم اطمینان کی صورت میں وفاقی محتسب اس معاملہ کی شنوائی کرے۔
5. اخلاقی جرائم کے سدِّ باب کے لئے وفاقی محتسب کے کردار کو فعال کیا جائے تاکہ اس ادارے کا اصل مقصد "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" بطریق احسن انجام پاسکے۔



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).

حوالہ جات (References)

- ¹ اسلامی ریاست میں احتساب، ص: 326، 325
Islami Riyasat Me Ihtisab, p: 325,326
- ² دفتر وفاقی محتسب کا قیام، فرمان مجریہ 1983، شائع کردہ وفاقی محتسب پاکستان
Establishment of the Office of Wafaqi Mohtasib (Ombudsman) President's Order, 1983,
(Published by Wafaqi Mohtasib (Ombudsman), Pakistan)
- ³ فرمان صدر نمبر 1، فرمان مجریہ 1983، دفعہ 1، ذیلی دفعات 1، 2
President's Order, 1983, Article 1, Sub Clause 1,2
- ⁴ ایضاً، دفعہ 3، 4، ذیلی دفعات 1، 2
President's Order, 1983, Article 3,4, Sub Clause 1,2
- ⁵ ایضاً، دفعہ 6، ذیلی دفعہ 1
President's Order, 1983, Article 6, Sub Clause 1
- ⁶ ایضاً، دفعہ 6، ذیلی دفعہ نمبر 2
President's Order, 1983, Article 6, Sub Clause 2
- ⁷ ترمیم شدہ آرڈیننس نمبر LXX11، 2002
- ⁸ *Wafaqi Mohtasib (Investigation and Disposal of Complaints) Regulations, 2013*,
(Islamabad: Wafaqi Mohtasib (Ombudsman)'s Secretariat), Chapter: II, p:2
- ⁹ Ibid.
- ¹⁰ Ibid.
- ¹¹ Ibid., p:3
- ¹² Ibid.
- ¹³ صدارتی فرمان نمبر 1، دفعہ 10، ذیلی دفعہ 5
President's Order, 1983, Article 10, Sub Clause 5
- ¹⁴ ایضاً، دفعہ 11، ذیلی دفعات 1
President's Order, 1983, Article 11, Sub Clause 1
- ¹⁵ ایضاً، دفعہ 12، ذیلی دفعہ 1
President's Order, 1983, Article 12, Sub Clause 1
- ¹⁶ ایضاً، دفعہ 14، شق 1
President's Order, 1983, Article 14, Sub Clause 1
- ¹⁷ ایضاً، دفعہ 14، شق 4
President's Order, 1983, Article 14, Sub Clause 4
- ¹⁸ ایضاً، دفعہ 14، شق 6
President's Order, 1983, Article 14, Sub Clause 6

¹⁹ ایم ایس ناز، ڈاکٹر، اسلامی ریاست میں محتسب کا کردار، ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد، 1999ء، ص: 366
Dr. M. S. Naz, *Islāmī Riyāsat me Muhtasib ka Kirdār*, (Islamabad: Islamic Research Institute, International Islamic University, 1999), pp: 366

²⁰ صدارتی فرمان نمبر 1، دفعہ 9، ذیلی دفعہ 1

President's Order, 1983, Article 9, Sub Clause 1

²¹ www.Mohtasib.gov.pk

²² شہزاد اقبال شام، اسلام کا نظام احتساب، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، طبع پیچم، 2006ء، ص: 6
Shehzad Ahmad Shām, *Islām Ka Nizām e Ihtisāb*, (Islamabad: International Islamic University, 5th Edition, 2006), p:6

²³ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح،، حدیث رقم: 5270

²⁴ ابن الاثیر، مجد الدین ابو السعادات المبارک بن محمد بن محمد بن محمد ابن عبد الکریم الشیبانی الجزری، جامع الاصول فی احادیث الرسول، تحقیق: عبد القادر انارنوط، بشیر عیون، مکتبہ دار البیان، الطبعة الأولى، 1972ء، حرف الیاء، الفصل الأول: فی لفظ الیمین وما یخالف به، نوع اول، حدیث رقم: 9317

Ibn al A'thīr, Mubarak bin Muḥammad bin Muḥammad bin 'Abdul Karīm, *Al Jazarī, Jami' al Uṣuwl Fi Ahādīth al Rasuwl*, (Maktabah Dār ul Bayān, 1st Edition, 1972), Ḥadīth # 9317

²⁵ القشیری، مسلم بن حجاج، ابوالحسن، الصحیح المسلم، تحقیق: محمد فواد عبد الباقی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ط 5، کتاب الایمان، باب کون النھی عن المنکر من الایمان، حدیث رقم: 49

Al Qushā'irī, Muslim bin Ḥajjāj, Abu al Ḥasan, *Al Jami' al Ṣaḥīḥ*, (Beirut: Dār Ihyā' al Turath al 'Arabī), Ḥadīth # 49

²⁶ صحیح مسلم، کتاب الاداب، باب تحريم النظر فی بیت غیره، حدیث رقم: 2156

Muslim bin Ḥajjāj, *Al Jami' al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 2156

²⁷ صحیح مسلم، کتاب البر والصلوة والادب، باب صلوة الرحم و تحريم قطيعتها، حدیث رقم: 2556

Muslim bin Ḥajjāj, *Al Jami' al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 2556

²⁸ سنن النسائي، کتاب الطلاق، باب الثلاث المجموع وما فيه من التغليظ

Al Nasa'i, *Al Sunan*.

²⁹ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، تحقیق: محمد زهير بن ناصر، دار طوق النجاة، طبع اول، 1422ھ، کتاب العتق، باب العبد راع فی مال سیده، حدیث رقم: 2558

Al Bukhārī, Muḥammad bin Isma'īl, *Al Jami' al Ṣaḥīḥ*, (Dār Tawq al Najah, 1st Edition, 1422), Ḥadīth # 2558

³⁰ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاحکام، باب محاسبة الامام عماله، حدیث رقم: 7197

Al Bukhārī, Muḥammad bin Isma'īl, *Al Jami' al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 7197

³¹ ابن ماجه، سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب الحكرة والجلب 748: 2

Ibn Majah, *Sunan*, 2:748

³² صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب تحريم الاحتكار فی الاقوات، 3: 1228، ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، السجستانی، سنن ابی داؤد، تحقیق:

شعیب انونوط، محمد کامل، دار الرسالة العالمية، طبع اول، 2009ء، کتاب الاجارة، باب النھی عن الحكرة، 3: 1157

Muslim bin Ḥajjāj, *Al Jami' al Ṣaḥīḥ*, 3:1228, Abu Daw'ud, Sulaimān bin Ash'ath, *Sunan*,

(Dār al Risalah al 'Āalamiyyah, 1st Edition, 2009), 3:1157

³³ صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب لا ینبع جارہ ان یغرز خشبہ فی جدارہ، 2:879

Al Bukhārī, Muḥammad bin Isma'īl, *Al Jami' al Ṣaḥīḥ*, 2:879

³⁴ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ: من غشنا فلیس منا، 1:99

Muslim bin Ḥajjāj, *Al Jami' al Ṣaḥīḥ*, 1:99

³⁵ ابن منظور کہتے ہیں کہ تدلیس دلس سے مشتق ہے۔ مدلس کے معنی اندھیرا یا اندھیرے کی آویزش ہے۔ (ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر بیروت، سن 6:86) یعنی دلس مطلق اندھیرے کو بھی کہتے ہیں۔ اور روشنی و اندھیرے کے اختلاط کو بھی۔ دلس فلان علی فلان کے معنی ہوتے ہیں فلاں شخص نے اپنے سامان کا عیب چھپایا گو یا خریدار کو اندھیرے میں رکھا۔ (علوی، ڈاکٹر خالد، اصول الحدیث الفیصل،

لاہور، 1998ء، 1:416)

Ibn Manzūr, Muḥammad bin Mukarram, *Lisān al 'Arab*, (Beirut: Dār Sadir), 6:86, 'Alvī, Khalid, Dr., *Uṣūl al Ḥadīth*, (Lahore: Al Faisal Nashirān, 1998), 1:416

³⁶ الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، ابوالقاسم، المعجم الاوسط، دار الحرمین قاہرہ، باب اللیم، من اسمہ محمد، حدیث رقم: 6954

Al Ṭabrānī, Sulaimān bin Aḥmad bin Ayūb, Abū al Qāsim, *Al Mo'jam al Awsaṭ*, (Cairo: Dār al Ḥaramayn), Ḥadīth # 6954

³⁷ صحیح بخاری، کتاب المساقاة، باب شرب الاعلی قبل الاسفل، حدیث رقم: 2361

Al Bukhārī, Muḥammad bin Isma'īl, *Al Jami' al Ṣaḥīḥ*, Ḥadīth # 2361

³⁸ ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الاقصیۃ، ابواب من القضاء، حدیث رقم: 3636

Abu Dawūd, Sunan, Ḥadīth # 3636